از تالیفات ابوالحسنات محمد عبدالغفور

الروض الممطور

فی تراجم

المولوی محمد المغفور

یعنی الشیخ عالم باعمل جناب مولوی نور الہدی ابن قدوۃ العارفین
مولانا عبد الرحیم صاحب اکبر الہاشمی کی سوانح عمری مندرج ہے
از تالیفات جناب مولانا مولوی ابوالحسنات محمد عبد الغفور
دانا پوری ثم عظیم آبادی مہتمم اسلام پتنہ مدرسہ اصلاح المسلمین

سنہ ۱۳۲۶ھ

[illegible]

الروض الممطور فی سوانح المولوی محمد نور الہدیٰ المغفور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد اُس شاہنشاہ حی القیوم کو زیبا ہے جسکی ذات پاک زوال وفنا سے بری ہے۔ درود بے عدد و بے شمار اُسکے رسول برحق احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو جس نے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اور كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا بجا کر دُنیا کی بے ثباتی کی تشہیر کی اور آپ کے آل باصفا و اصحاب سراپا نور وہدیٰ پر ہو جو اس تعلیم سے متاثر ہو کر ملک سرمدی کے حصول مین سلطان شہادت واس سرمدی سرے مین فریفتہ وشیدا ہوئے صلی اللہ علیہم اجمعین ۔ اما بعد خوشہ چین خرمن احمدی فقیر ابو الحسنات محمد عبد الغفور داناپوری عظیم آبادی عرض کرتا ہو کہ اس دار محن ناپایدار مین انسانی زندگی کے لیے عجب عجب بلا و مصیبت کا سامنا ہے درحقیقت اصحاب بصیرت کے لیے مہد سے لحد تک مشقت و دردسری کے علاوہ خوشی و فرحت کا نام ونشان نہین اسی معنی مین حضرت میر درد دہلوی فرماتے ہین ؎ زندگی ہے یا کوئی جنجال ہے ، ہم تو اس جینے کے ہاتھون مر چلے ، اسی لیے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا ہے اللھم لا عیش الا عیش الآخرة فاغفر للانصار والمهاجرة یہی خوشی اونہین مقدس حضرات کے لیے ہے جنھون نے خار بند خارستان کے ساتھ دلبندی نہ کی اور اس فرومایہ عجوز دنیا کے ساتھ باہمہ اور بے ہمہ پر عمل کیا اور اسکے دل فریب اور دل خوش کن شئے کو بازیچۂ طفلان سے کم خیال نفرمایا ؎ بازیچۂ ایست طفل فریب این متاع دہر ، بے عقل مردمان کہ برو مبتلا شوند ، اور اسکے خوشی و غم کو ذرا ما و ٹھیرے کے ایکروز ویردون سے زیادہ وقعت ندی ۔ اور اوس مین سرشار و مخمور نہ ہوئے ۔

لکیلا تأسوا علی ما فاتکم و لا تفرحوا بما آتاکم۔ اور الذی خلق الموت والحیات لیبلوکم
ایکم احسن عملاً پر کاربند ہے مگر اسکے ساتھ فطرت انسانی کچھ اس طور پر مجبول و مخلوق ہوئی ہے
باوجود غلبۂ روحانیت و صفات ملکی کے صدمات و غم کا اثر اوسکے قلب پر پڑے اور بے اختیار انا بفراقک
یا ابراھیم لمحزونون۔ کہا اُٹھے یہ اُسوقت ہوتا ہے جبکہ خاندان کے خاندان یا ساری قوم کی امیدیں
کیسے ساتھ دینی لحاظات سے وابستہ ہوں اور پھر وہ امید منقطع ہوجائے تو بیشک اہل اللہ کے لیے اوسی
دریائے وحدت کے سرچشمہ کی وجہ سے صدمہ کا ہونا بھی لابدی امر ہے پس جو صدمہ اوس بلبل گلستان
سرمدی و سرو خوشنمال چمنستان صادقپوری مرتاض رب غفور جامع معقول و منقول خرم مولوی نور الہدی
خلف اصغر قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب مولوی عبد الرحیم صاحب ابن مقبول بارگاہ کونین
جناب مولانا فرحت حسین صاحب زبیری ہاشمی صادقپوری عظیم آبادی غفر اللہ لہم کے انتقال پر ملال سے
سارے خاندان و جماعت کو ہوا اسی معنے کر کے ہے چونکہ عین عالم شباب اوس مرحوم مغفور کا تھا اور باوجود
نوجوانی کے متصف باوصاف حمیدہ تھے۔ اسوجہ سے مناسب سمجھتا ہوں کہ مختصر سوانح عمری ایسے جوان صالح
عالم باعمل فنا فی مرضیات الوالدین و حضرت رب العباد کی لکھوں تا نوجوانوں اور انکے والدین عبرت و نصیحت
آپ ددھیالی نسب سے زبیری الہاشمی ہیں اور ننہالی سے حسینی پردادا آپ کے جناب
مولوی فتح علی مرحوم ہیں جو مولانا ولایت علی ولی یکے از ہداۃ و ائمہ المحدیث ہند کے والد بزرگوار ہیں
والدہ ماجدہ آپ کی مسماۃ جمیلۃ النساء بنت سید شاہ حبیب الحسنین بن شاہ غلام غوث حسنی سجادہ نشین
وطنًا ہیں اور وہ فرزندان سے حضرت مولانا سید محمد شاہ باز قدس سرہ بھاگلپوری کے ہیں۔
آپ کی ولادت بتاریخ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۱۳۰۱ھ روز دوشنبہ وقت عصر [illegible]
علاقہ محلہ عالم گنج مکان میں جناب مقبول بارگاہ کونین مولانا سید شاہ محمد حسین قدس سرہ کے ہوئی چنانچہ
زبدۃ الکاملین قدوۃ العارفین شمس العلما مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلہ مغلپورہ پٹنہ کو جو آپکے اجداد سے
ہیں جب یہ خبر فرحت اثر پہونچی تو تہنیت نامہ مع قطعہ تاریخ کے آپ کے والد بزرگوار کو لکھ بھیجا
جو تذکرہ صادقہ سے یہاں نقل ہوتا ہے۔ و ھو ھذا:-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم سیدنا محمد وآلہ واصحابہ ذوی الفضل العظیم
عزیز دل وجان سلمہ المنان. السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ. از مولوی عبد القیوم صاحب خبر بشارت
تولد فرزند ارجمند بخانہ آن عزیز شنیدہ بغایت مسرور شدم چنانکہ صادق است این نسبت بعد مراجعت
از کربت و غربت از جناب باری تعالیٰ محض بلطف و فضل بہت مناسب است مولوی صاحب ممدوح
از من فرمائش نام تاریخی کردہ بودند یکی نام تاریخی ہم رسانیدہ قطعہ آن درست کردہ بخدمت ایشان
فرستادہ بودم غالباً بمطالعہ سامی در آمدہ باشد در آن یک شعر زیادہ کردہ و دیگر قطعہ تاریخ دیگر
درین قرطاس نگارم. اللہ تعالیٰ در عمر و اقبال این پسر برکت دہاد. قطعہ

بحمد اللہ کہ عالی خاندانے	بعلم و اتقا ممتاز اقران
کہ نام نامیش عبد الرحیم است	خدا بخشید فرزندے بہ از جان
دو شنبہ وقت عصر و چار دہ بود	ز شہر مولد شاہ رسولان
شود تا سال میلاد آشکارا	شہم نامش محمد فضل رحمان ۱۳۰۱ھ

ولہ ایضاً

دل عبد الرحیم شاد گردید	ز میلاد پسر تا بیا خوب
چو آمد این پسر مرغوب جانہا	شد شش سال ولادت ابن مرغوب ۱۳۰۱ھ

محمد سعید عفی عنہ ۱۵ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ

جب عمر آپکی چار برس کی ہوئی ختنہ کیا گیا تو انکے صحت کے بعد حسب رسم ہندوستان پڑھنے
بٹھلائے گئے اور ناظرہ قرآن مجید متن اور اسکے ساتھ اردو کی کتابیں بھی پڑھتے رہے اور تختہ نویسی بھی
لکھتے تھے بعد ختم قرآن مجید عربی کی صرف و نحو اور اسکے ساتھ کچھ فارسی بھی پڑھتے گئے اور مسودہ بھی
ملک خطوط لکھنے کا ہوا جب ہدایۃ النحو و فصول اکبری کی نوبت پہونچی تو قرآن مجید کا لفظی ترجمہ شروع
کیا یہ ترجمہ لکھا ہوا تھا بلکہ زبانی تحت لفظی حسب معمول اپنے خاندان کے پڑھتے رہے یہ ابتدائی تعلیم

اپنے دروازہ پر مختلف معلموں سے ہوئی جب کافیہ شروع کیا تو مدرسہ اصلاح المسلمین سلطان گنج پٹنہ میں داخل ہوئے
اور نہایت مستعدی سے پڑھنا شروع کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حسب ضابطہ مدرسہ سالانہ امتحان میں برابر
کامیاب ہوتے گئے۔ آپ کا سبق برابر جناب حکیم مولوی سید کفایت حسین صاحب مدرس اول سے
ہوتا رہا اور علوم دینیہ درسیہ ضروریہ آپ ہی سے ختم ہوئیں۔ اصول حدیث میں مقدمہ شیخ اور اصول حدیث جرجانی
پڑھا اور اصول فقہ میں اصول شاشی۔ نور الانوار۔ اور فرائض میں تسہیل الفرائض و سراجی اور حساب
میں خلاصۃ الحساب۔ و حدیث شریف میں بلوغ المرام پھر موطا امام مالک پڑھا کیونکہ اسمیں حدیث
اور فقہ دونوں ہے پھر بخاری شریف پھر جامع ترمذی پھر نسائی۔ اور تفسیر میں تفسیر جلالین اور فقہ میں
مالا بد منہ فارسی و قدوری و شرح وقایہ جلدین اولین و ہدایہ جلدین اخیرین پڑھا اور منطق و فلسفہ میں
رسالہ منطق مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری و شرح تہذیب و قطبی و میر وغیرہ پڑھا اور ادب میں
سبعہ معلقہ بعد اسکے مولوی صاحب موصوف سے طب شروع کی اور قانونچہ و کفایہ منصوری۔ و موجز
و اقصرائی و سدیدی و ہدیہ سعیدیہ پڑھی مدرسہ سے فرصت کے بعد صادقپور جو تقریباً ایک میل ہے جا کر ادب عربی
کی کتابیں فاضل عدیم المثال جناب مولوی اشرف علی صاحب ایم اے سے مثل کتاب الحماسہ و مقامات حریری
و دیوان متنبی اور میبذی کے پڑھا اور اسی زمانہ میں کچھ انگریزی بھی مولوی عبدالقدیم صاحب سے پڑھی جس سے
بقدر ضرورت نوشت و خواند کر لیا کرتے تھے۔

آپ کی شادی تاریخ ۲ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ (بیس برس) بمقام سورجگڈھ بہ ساۃ محترمہ بنت
جناب سید علی کریم صاحب ابن جناب سید اصغر حسین صاحب مرحوم حسینی نسب انجام پائی ان سے دو اولاد ہوئی اول ماہ
ذیقعدہ ۱۳۱۶ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء روز چہارشنبہ کو لڑکی تولد ہوئی سعدیہ نام رکھا گیا ۹ مہینہ زندہ رہ کر
ہو کر بتاریخ ۱۱ شعبان ۱۳۱۷ھ کو راہی ملک بقا ہوئی دوسرا ایک لڑکا بتاریخ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۲۵ھ
مطابق ۲۵ جون ۱۹۰۷ء روز سہ شنبہ کو اپنے ننہال میں پیدا ہوا نام اوسکا محمد شمویل رکھا گیا اور نام تاریخی
اس مولود کا محمد ظہیر حسن (۱۳۲۵) ہے مدہ عمرہ فی طاعۃ ربہ و مرضیاتہ۔

عبادت سات برس کی عمر سے کبھی کسی وقت کی نماز ترک نہیں ہوئی اور نہ کبھی کسی نماز کو گھر میں

برابر مسجد مین ادا کرتے رہے بوقت نہونے موذن کے خود مسجد مین اذان دیتے اور خود امام بنتے چودہ برس کی عمر سے مسجد
نمبو ہیتین نماز تراویح پڑھانا شروع کیا روزانہ ایک پارہ گاہ زاید تراویح مین پڑھتے عشرہ اول آخر اوسط مین اول وقت
اور عشرہ اخیر مین حسب خواہش مقتدیون کے اول بھی و اخیر بھی پڑھتے اور تمام رمضان مین ناظرہ تلاوت سات
آٹھ ختم قرآن شریف کا کرتے اور ۱۳۲۳ھ مین جمعہ مسجد مذکور مین امام مقرر ہوئے اور جمعہ عیدین و اکثر اوقات پنجوقتی
کی نماز آپ ہی پڑھایا کرتے بغیر عذر شرعی کے آپنے مسجد کی نماز ترک نہین کی خصوصاً عشا اور فجر کے وقت شب تاریک
بارش کی حالت مین بھی مسجد مین جاکر نماز پڑھتے مرض الموت کی ابتدائی حالت مین بھی باوجود خلش تپ و درد سر کے
مسجد مین جاکر خود اذان دیکر نماز پڑھی اور زیر نوازش ہوئے **بے نفسی** مسجد کی جاروب کشی کرتے اور
خود اذان کہتے اور امامت کرتے ایک مرتبہ موذن عبد السبحان جو نابینا تھا سخت علیل ہوا اور قریب تین مہینے
کے علیل رہا برابر دونو وقت اوسکے کھانے اور پینے اور دوا کی خبر گیری کرتے اور جب کبھی خاکروب نہین آتی
تو اوسکے پاخانہ کو بھی اوٹھا کر پھینکدیا کرتے۔ **اوقات کی پابندی** و جفاکشی معمول یون رہا کہ
اول وقت مدرسہ جاتے اور ۱۱ بجے اور کبھی ۱۲ بجے وہان سے لوٹتے اور کھانا کھاکر دو بجے دوبارہ تحصیل علم کیلئے جاتے اور شام
سے مغرب کے وقت لوٹتے اور بعد نماز مغرب جو کچھ پڑھا تھا وہ سب اپنے والد ماجد کو سناتے عشا تک یہی شغل باپ
بیٹے کا رہتا بعد نماز عشا سبق کو یاد کرتے اور مطالعہ کرتے بارہ ۱۲ بجے اور ایک بجے شب تک اوسکے بعد سوتے
اور علی الصباح غلس مین اوٹھکر مسجد مین جاکر نماز پڑھکے ایک پارہ قرآن مجید ناظرہ تلاوت کرتے اور اوسکے بعد کچھ
ناشتہ کرکے بدستور مدرسہ کو جاتے الغرض ہر کامون کو اپنے وقت پر ادا کرتے مین ممارست اکتساب مین صادق ہو جاتے
اسی زمانہ مین اپنے والد ماجد کے کامون کو بھی انجام دیتے بوجہ تعطیل ہونے مدرسہ کے ہر سال رمضان المبارک مین
دوپارہ قرآن مجید حفظ کرتے اس طور سے اس سال تک بارہ پارے کے حافظ ہو گئے تھے بوقت فرصت مطالعہ کتب و
اخبار بینی بھی کرتے وقت کو ضائع نکرتے خلاصہ یہ کہ اس سن مین ایسی جفاکشی و محنت کا آدمی دیکھا و سنا نہین گیا
اطاعت والدین یہان اسقدر لکھنا بس ہو کہ آپ فنافی الوالدین یا فنافی مرضیات اون کی تھے اونکی تابعداری مین
سرشار تھے اگر کوئی کام مدرسہ کے جانب کا بعد واپسی مدرسہ کے درپیش ہو گیا تو اوسی وقت چلے جاتے کچھ خیال
دھوپ یا بارش یا تھکنے کا نکرتے۔ تاریخ ۱۲ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مین آپکی والدہ ماجدہ نے رحلت فرمایا اوس وقت

عمر آپکی بارہ برس چار مہینہ کی تھی اُسیوقت سے بصد لجاجت و سماجت اپنی والدہ سے کہکر اپنے پدر عالیقدر مریض کی پاخانہ و پیشاب اوٹھانے کی خدمت اپنے ذمہ لی اور نہایت خوش دلی سے اُسکو مرض الموت تک انجام دیتے رہے آپکے والد بزرگوار کے اس مقولہ سے انکی اطاعت ظاہر ہو کہ وہ میرا خدمتگار تھا بدن مین تیل مل دیتا تھا مجھکو نہلا دیتا تھا وقت شدت علالت کے پاخانہ پیشاب پھینک دیتا تھا وغیرہ وغیرہ میرا منشی تھا دیہاتی کاموں کا بھی کاغذ لکھتا تھا مقدمات عدالت و کلکٹری وغیرہ کا کل کاغذ وہی لکھتا تھا میرے سارے خطوط وغیرہ وہی لکھتا تھا باورچی تھا اکثر اوقات چائے بنا دیتا تھا اور بعض اوقات کھانا بھی پکا دیتا تھا میزبان تھا مہمانوں کی خاطر و مدارات وہی کرتا تھا میری پیری کا عصا تھا سواری وغیرہ سے اپنے سہارے سے اوتارتا اور چڑھاتا۔ **اخلاق** ہر چھوٹے بڑے سے کمال اخلاق و کشادہ پیشانی سے پیش آتے اگر کسی بڑے نے کچھ کلمات نامناسب کہے از راہ عزت و پاس ادب ذرہ بھی جواب نہ دیتے۔ اہل برادری و محلہ و ہمسایہ کے ساتھ آپ نہایت سلوک کرتے حتی الامکان انکی خدمت گذاری سے دریغ نہین کرتے اہل محلہ کا اکثر خط لکھدیتے کسی کا خط پڑھ دیتے کسی کا تار لکھدیتے اور کسیکا تار پڑھدیتے کسی کا منی آرڈر لکھدیتے الغرض اس قسم کی خدمت اہل محلہ کی بہت کرتے اسی وجہ سے آپکے جنازے پر محلہ کی غریب عورتین بکثرت نوحہ

عقل سلیم علم کے ساتھ عقل سلیم بھی واہب العطیات نے بخشی تھی کبھی کھیل تماشہ میلہ ٹھیلہ کے گرد نہین گئے سوائے دو ایک بار میلہ چہلم کے اور نہ کبھی بُرے کام کے گرد گئے باوجودیکہ جوانی دیوانگی مشہور ہے۔ الشباب شعبة من الجنون طبعی امر ہے اس ایام جوانی کو اس طرح طے کیا جیسے پیران کہن سال کرتے ہین۔ **مزاج** مین غصہ زیادہ تھا لیکن اسمین خوبی یہ تھی کہ جلد فرو ہو جاتا تھا اور پھر کینہ و بغض نہین رہتا تھا اکثر اوقات آپکو انفعال بھی ہوتا۔ افسوس کہ ایسا عدیم المثال نوجوان صالح نوشتہ صفت صرف اٹھارہ یوم کم چھبیس برس اس دار رنج و محن مین رہ کر عارضۂ تپ و چیچک مین گیارہ روز مبتلا ہو کر بتاریخ ۲۷ صفر شب سہ شنبہ ۱۳۲۶ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۰۸ء راہی ملک بقا ہوا انا للہ و انا الیہ راجعون اللہم اغفر لہ وارحمہ والحقہ یا رب بالصالحین آپکے انتقال پر ملال کا صدمہ ہر ہندو مسلمان مخالف و موافق سب کو ہوا اللہ آپ کو غریق رحمت کرے اور آپکا نعم البدل اس خاندان کو نصیب کرے۔ اللہم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منہ آمین ثم آمین۔ بہت سے حضرات نے قطعات تاریخ لکھے ہین اُن مین سے بعض مندرجہ ذیل ہین:-

قطعۂ تاریخ از جناب جامع فضائل حمیدہ زمن یکتاے میدان سخن شمس العلما مولوی محمد یوسف صاحب رنجور جعفری عظیم آبادی

کیون ہے ماتم سرا یہ نمونہ؟
غمکدہ آج کیون ہے صادقپور

آج کیون ہو رہے ہین اشک فشان
اس گھرانے کے سب اناث و ذکور

خود بخود کیون ہے دل مرا بیچین
کیون سکون دل سے ہو گیا کافور؟

کیون ہے تاریک مسجد جامع؟
کیا ہوا۔ آہ اِس مکان کا نور؟

خال اقدس جناب عبد رحیم
آج کیون غم سے ہو رہے ہین چور؟

کیا ہوا۔ آہ! اُن کا نور نظر
کیا ہوا ہائے! میرا بھائی نور؟

بامروت۔ حلیم۔ خوش اخلاق
صاحب علم و فضل و عقل و شعور

ظاہرا نوجوان بباطن پیر
کارہائے زبون سے کوسون دور

نیک کامون کا شوق تھا اُن کو
اور لہو و لعب سے دل مین نفور

سادگی انتہا کی طینت مین
عجب و پندار سر مین تھا نہ غرور

دوست تو دوست تھے عدو تک سے
نیکی کرنے مین کرتے تھے نہ قصور

اُن کے اعدا بھی اُن کے تھے مداح
اور احباب کا تو کیا مذکور؟

وہ پدر کے عصائے پیری تھے
اُن کی خدمت مین جست تا مقدور

باپ کے گویا دست و بازو تھے
وہی منشی تھے اور وہی مزدور

خاکروبی کا کام تک کرتے
دیکھتے تھے پدر کو جب معذور

ہائے! اچپکے لے لی آ کے جان
اقربا سارے رہ گئے مجبور

ہو گئی بیوہ بیوی۔ بچے یتیم
باپ کے دل مین پڑ گیا ناسور

دے گئے ہم سب کو آہ داغ فراق
ہو گئے وہ رفیق اہل قبور

کر کے ویران اپنے باپ کا گھر
گو فقط قبر کو کیا معمور

غم سے اب جزع و فزع سے حاصل؟
وہ ہوا جو خدا کو تھا منظور

حق پہ صبر لازم ہے	شکوہ خالق کا کفر ہی رنجور!
ے نور کی محبت ہے	مانگ تو یہ دعا کہ رب غفور!
ہوے نور کی خطاؤن کو	اور عطا کر انھین جنانُ قصور
کامون مین کی ہو جو کچھ سعی	کیجیو اس کو اے خدا مشکور
ن کے پدر کو دے توفیق	کہ رہین وہ اس ابتلا مین صبور
رنج جب ہوئی مجھکو	دل سے آئی ندا کہ لکہ مغفور ۱۳۲۲

دیگر

ز این جہان آہ نور الہدیٰ	کہ نیکو سیر بود و فرخ نہاد
دورن دائما در طریقِ صلاح	نہ رفتہ گہے راہ فسق و فساد
کمر بستہ در خدمت والدیش	پدر را دل از روتیش شاد شاد
سبک زیست از فکر و رنج و تعب	کہ این کوہِ غم بر سرش اوفتاد
چہ گویم ز حالش کہ باد اجل	ز بیخش بر افگند نخل مراد
بمرد آہ در عنفوانِ شباب	بشد عمرش از بست و پنجم زیاد
دل دوستانش نہ تنہاست خون	کہ گرینہ بہرش ہم اہل عناد
چو رنجور از خضر پرسید سال	بگفت. آہ نور الہدیٰ ۲۹ ...

قطعہ تاریخ از نتائج طبع مولوی حافظ حکیم ابو الحکمہ عبد القادر خان صاحب جناب تخلص رضا سہارنپوری

پورِ عبد الرحیم عالی جاہ	نورِ چشمانِ اہل صاد قپور

آن که بُد فخرِ اہل تمو نہیب — آن کہ بُد شہر از رخشس بر...
تا ز مسجد بُد از امامی او — مومنان را اقتدای او سر
آن کہ بُد ظاہرا سراپا حسن — آن کہ بد باطناً سراسر نور
چون رسیدش آن جنان شده لاحق — تا وصالش نه شد ز جانش دور
در سنِ بست و پنج رحلت کرد — باد رحمت بر آن جوانِ صبور
شده تاریک این جهان افسوس — شد منور دیار اہلِ قبور
در ہمہ شیخ و شاب واویلاست — ہست فریاد در اناث و ذکور
رفت آن قوتِ ضعیف پدر — راحتِ جانِ مادرِ رنجور
زن شده بیوه و یتیم پسر — چشمِ احباب شد زغم بے نور
ذاتِ او جامعِ ستوده صفات — وصفِ بد بود از وجودش دور
حل نمودے خصالِ محمودش — سعنیِ عقدهٔ کمالِ شعور
صورتِ معنیش عیان می دید — ہر کہ در چشمِ عقلِ او بد نور
بود منشی و خادمِ پدر او — ہمچو مزدور کردے جملہ امور
خویش را ساخت خاکروب پدر — خاک انداخته بفرقِ غرور
بہر تاریخ این غمِ جانکاہ — فکرتے کرد چون دلِ رنجور
آمد از غیب این ندا بہ رضا — زاین جہان رفتہ سوی عقبیٰ نور
۲۹ ۱۳

والدہ شمس العلماء مولوی محمد یوسف صاحب جعفری متخلص بہ رنجور کرده مولوی فخر الہدیٰ اند و ایشان فضل بنده [illegible] ۱۲

قطعہ تاریخ از مولوی محمد صاحب قیس مدرس ام۔ اے۔ اسکول پٹنہ

دریغا کہ نور الہدیٰ رخت بست	ازین دار فانی بملک بقا
سنِ رحلتش گفت قیس حزین	کہ شد حکم ترحیل نور الہدیٰ

قطعہ تاریخ از بقراط زمان جناب مولوی حکیم محمد شریف صاحب فخر مہدانوی عظیم آبادی

مولوی نور الہدیٰ در باغ خلد	رفت و ما را کردہ بس مغموم و سست
بست و ہفتم از صفر سہ شنبہ بود	روی خود زین کفن کرد و نہفت
چون نگرید مولوی عبد الرحیم	پیش او پسرش جوان خاک خفت
سال ترحیلش بمن آشفتہ حال	حیف شد بے نور خانہ فخر گفت

ولہ

گشت مولوی نور الہدیٰ مقیم جنان	دل ما آہ در تباہی شد
چون نہ نالم بفرقتش کہ بمن	ماتم این سخت در ضعیفی شد
روز سہ شنبہ بست و ہفت صفر	بود کان زین جہان صفری شد
آہ از زود کشیدہ فخر سنش	گفت نور الہدیٰ بہشتی شد

قطعہ تاریخ رحلت مرحوم از رقم این تذکرہ فقیر ابو الحسنات عبد الغفور فارغ داناپوری

رہے گا نہ کوئی نہ کوئی رہا ہے	ہمیشہ سے قائم وہی اک خدا ہے

جیب خدا تک گئے جب یہان سے	تو پھر اپنے جینے کی امید کیا ہے
گئے آج دنیا سے نور الہدیٰ بھی	کہ جنکے لیے آہ شور و بکا ہے
سن نوجوانی مین یہ زہد و تقویٰ	جوان ایسا صالح نہ دیکھا سنا ہے
ہے فارغ سن فوت شد داغ پیدا ۱۳۲۶ھ	یہ سن لیجئے داغ نور الہدیٰ ہے ۱۳۲۶ھ

اب مین اس مختصر کو دعا پر ختم کرتا ہون۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَ[illegible] نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَضْجَعَہٗ اَللّٰھُمَّ بَدِّلْ لَہٗ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ مَغْفِرَۃً ظَاھِرَۃً وَّبَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا۔ اَللّٰھُمَّ وَافِقْہُ الْاَنْبِیَاءَ وَالشُّھَدَاءَ وَالصّٰلِحِیْنَ وَاَلْحِقْہُ بِاٰبَائِہِ الْمُکْرَمِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

نقشہ آپکی اولاد کا یہ ہے

مولوی نور الہدیٰ مغفور زوج مسماۃ صاحب النساء بنت سید علی کریم ساکن بورج گڈہ ضلع مونگیر

مسماۃ سعدیہ در طفلی مرد

محمد تمویل معمرہ فی طاعت ربہ